شمع رسالت کے پروانے

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

(از مولوی عبدالقیوم صاحب متعلم جامعہ رحمانیہ بنارس)

غالباً آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ حضرت مصعبؓ کے والد کا نام عمیر تھا۔ ہجرت سے پہلے ہی دولتِ اسلام سے مالامال ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ آپ کی جائے پناہ ارقم بن ارقم کا مکان تھا۔ اور بیکس و مظلوم مسلمانوں پر ظلم و مصائب کا پہاڑ پھٹا پڑتا تھا۔ آپ کا اسلام کچھ دنوں پوشیدہ رہا۔ مگر ایک دن عثمان بن طلحہ نے بحالتِ نماز دیکھکر ان کے قبولِ اسلام کی تشہیر کی۔ مشرکینِ مکہ اور اعدائے اسلام کے نزدیک قبولِ اسلام وہ جرم تھا جس کی سزا غیر محدود تھی۔ چنانچہ ان کیلئے قیدِ تنہائی کی تجویز مقرر ہوئی۔ حضرت مصعب قیدیوں کی زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر کب تک برداشت کرتے صبر و تحمل کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو ہجرت کا سامان مہیا کیا۔ اور حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اسلام سے پہلے حضرت مصعب کا یہ حال تھا کہ بدن پر ریشم و حریر و دیباج کے بیش قیمت ملبوسات زیب بدن رہتے تھے۔ عمدہ سے عمدہ کھانا کھاتے نہایت عمدہ خوشبو استعمال کرتے تھے مگر آج یہ حال ہے کہ بدن پر صرف ایک کمبل ہے اور وہ بھی بوسیدہ اس کے سوا کچھ نہیں۔ جس نے کبھی کوئی کام نہ کیا ہو وہ آج ترکِ وطن پر مجبور ہوتا ہے، حبش کی راہ لیتا ہے۔ ایک مدت کے بعد پھر مکہ واپس ہوئے۔ ہجرت کے مصائب سے حسنِ ظاہری اور خوبصورتی چل بسی۔ اور اس کی جگہ اسلامی رونق اور وجاہت دینی ظاہر ہوگئی

اس وقت اسلام کی شعاعیں پھیل چکی تھیں اور مدینہ کے ایک معزز طبقہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا اور حلقہ بگوشانِ اسلام میں داخل ہو چکا تھا۔ ان قبیلہ والوں کی تلقین و تعلیم کیلئے ایک مدرس کی ضرورت محسوس ہوئی آپ نے اس اہم کام کیلئے حضرت مصعب ہی کو منتخب فرمایا۔ وہ مدینہ جاکر اسلام کے نشر و اشاعت میں مشغول ہوگئے اور لوگوں کے دلوں کو کفر و ضلالت کے گڑھے سے نکال کر آفتابِ اسلام کی روشنی میں لائے۔ یہانتک کی اشاعت بھی آسان نہ تھی۔ بارہا آپ کو دھمکی دی گئی۔ مگر آپ اس کے جواب میں قرآنی آیت تلاوت کرکے لوگوں کو فدایانِ اسلام میں شامل کر لیتے تھے۔ جو یہ ارادہ کرکے آتا کہ میں اس داعیٔ اسلام (حضرت مصعب رضی اللہ عنہ) کو منع کردونگا اس کی تبلیغ روکدوں گا وہ آیاتِ قرآنی سنکر خود مسلمان ہو جاتا۔ جب مدینہ میں جاں نثارانِ اسلام کی ایک بڑی جماعت قائم ہوگئی تو حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے دربارِ نبوت سے اجازت حاصل کرکے نمازِ جمعہ کی بنا مدینہ میں ڈالی۔ حضرت سعد بن خثیمہ کے مکان میں لوگوں کو جمع کیا، اول کھڑے ہوکر ایک موثر خطبہ دیا پھر خشوع و خضوع سے دو رکعت نماز ادا کی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد ضیافت کا انتظام تھا بکری ذبح کرکے ایک دعوت ہوئی۔

اسطرح اسلام کا ایک شعار جو مسلمانانِ عالم کو ہفتہ میں ایک مرتبہ باہم بغلگیر ہونے کا موقع دیتا ہے یہ حضرت مصعبؓ ہی کی تحریک سے قائم کیا گیا۔ عقبہ کی اولین بیعت میں کل بارہ اصحاب شریک تھے۔ لیکن حضرت مصعبؓ نے دوسرے ہی سال اپنی مساعیٔ جمیلہ سے تمام اہلِ یثرب کو اسلام کا فدائی بنا دیا۔ چنانچہ دوسرے سال تہتر[۳] اکابر و اعیان کی پُرعظمت جماعت تجدید بیعت اور دعوت[۱] کیلئے حاضر ہوئی۔ ان کے ساتھ ان کے معلم دین حضرت مصعب بھی تھے۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے مکہ پہنچکر سب سے پہلے آستانۂ نبوت پر حاضر ہوکر اپنی اشاعت کی سرگذشت سنائی۔ آپ نے ان کی محنت کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا اور بہت خوش ہوئے۔ حضرت مصعبؓ پھر ماںؓ[۲] کے پاس گئے ماں نے برگشتۂ اسلام کرنا چاہا مگر ناکام ہوئی۔ اسلام کوئی جبریہ تعلیم نہ تھی کہ اس کا کوئی پیرو مرتد ہو جاتا۔ ان کا ایمان ہم جیسا نہ تھا وہ حقیقی معنوں میں مسلمان تھے، ایماندار تھے، موحد تھے۔ صرف اللہ ہی کا خوف ان کو بہادر بنائے ہوئے تھا۔ صرف اسی اللہ پر ان کا بھروسہ تھا۔

افسوس۔ صد افسوس۔ آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ خود اسلامی فرائض کو وہ بھول گئے نفسانی شہوات کے وہ پیرو ہو گئے خود اپنے نفس کو معبود بنالیا۔ کیا ہم مسلمان ہیں؟ ایک وہ مسلمان تھے کہ ان کو سخت دھوپ میں ریت پر لٹا کر جلایا جاتا تھا محض اسلئے کہ وہ اسلام سے برگشتہ ہو جائیں اور اَحد، اَحد کہنا چھوڑ دیں مگر ان کی زبان سے سوائے اَحد کے کچھ نہ نکلتا تھا۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ وہ تین مہینہ تک بھوکے پیاسے رکھے گئے۔ وطنِ مالوف سے نکال دیا گیا بیوی کو شوہر سے جدا کیا گیا۔ باپ کو اس کی اولاد سے الگ کیا گیا محض اسلام کی تبلیغ قبول کرنے پر ان غریبوں کو جلاوطن کیا گیا۔ مبلغ اسلام پر کوڑا کرکٹ پھینکا گیا، سنگباری کی گئی، اونٹ کی اوجھڑی سجدے کی حالت میں پشت پر ڈالی گئی۔ یہ سلوک کیوں کیا گیا۔ محض اسلئے کہ وہ تبلیغ اسلام نہ کریں۔ صحابہ کرامؓ اور رسول اکرمؐ نے خود توان مصیبتوں کو برداشت کرکے دینِ اسلام کی تبلیغ کی تھی۔ اسلام کے پودے کو بارآور کیا۔ مگر آج یہی اسلام ضائع کیا جا رہا ہے۔ اسی اسلام کی یہ قدر تھی کہ وہ بڑی بڑی دولتوں کے مقابلے میں اسلام ہی کو ترجیح دیتے تھے مگر آج اسی اسلام کو دولت کے مقابلے میں پست کیا جا رہا ہے۔ اسلامی حلاوت ہم کو نہیں حاصل ہوتی۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیم کو ہم بھول گئے اگر اسلامی فرائض کی تعمیل پر ہم کمربستہ ہو جائیں تو فلاح و بہبود ہمارے ساتھ ہوگی۔ افسوس ہم نے اس پاک تعلیم کو پس پشت ڈالدیا جس کیلئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ خدا کا کلام ہمارے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ہمارے

---

[۱] مدینہ والوں نے اپنے وطن چلنے کی آپ کو دعوت دی تھی یعنی آنحضرت صلعم کو مدینہ ہجرت کرنے کیلئے بلانے آئے۔

[۲] ان کی والدہ کافرہ تھیں اور اپنے لڑکے حضرت مصعبؓ کے آنے کی خبر سنکر مشتاق دیدار ہوئیں اور ملاقات کیلئے بُلا بھیجا۔ حضرت مصعبؓ نے آستانۂ نبوت کی حاضری کو اپنی والدہ کی ملاقات پر ترجیح دی اور اولاً حضرت رسولِ اکرم شفیع الامم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔

نزدیک حدیث کی کوئی وقعت نہیں۔ اب قرآن شریف کو محض ایک متبرک صحیفہ سمجھ لیا گیا اور مہمل قرار دیا گیا۔ یہ عزت بہ توقیر کس کام کی۔ ہم کو قرآن شریف پر عمل کرنا چاہیئے اس کی آیات میں غور کرنا ضروری ہے۔ حدیث کی پیروی کرنا ہمارا نصب العین قرار پائے اور احکام قرآنی کی کلی پیروی ہو تب مسلمان درحقیقت میں مسلمان ہو سکتا ہے۔ ہم مسلمانوں کو چاہیئے کہ دینِ اسلام کو مضبوطی سے پکڑیں اور اس کے تمام احکام پر اسی طرح عمل پیرا ہوں جسطرح صحابۂ کرام تھے۔ خدایا ہم کو اپنے احکام پر چلنے اور منہیات سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین اللھم آمین۔

صفحہ ۱۵ کا بقیہ

ہزاروں ناظرینِ محدث سے بھی گذارش ہے کہ آپ حضرات بھی عبادات سحرگاہی اور اوقات مخصوصہ میں اپنی نیک دعاؤں سے یاد فرماتے رہیں ہم سب کی بھی صمیمِ قلب سے یہی دعا ہے ؎

ویرحم اللہ عبداً قال اٰمینا

اس مضمون کو ہم خلیفہ ملک شاہ کے ایک عجیب واقعہ پر ختم کرتے ہیں خدا قبول فرمائے۔ نوجوان خلیفہ ملک شاہ نے اپنے وزیرِ اعظم نظام الملک خواجہ نصیر الدین سے کہا "بوڑھے باپ آپ کو مدارس کے جاری کرنے اور تعلیم کی اشاعت کا اتنا شوق کیوں ہے۔ لاکھوں روپیہ ماہوار خزانہ شاہی سے ان طلبا پر خرچ کرتے ہیں حالانکہ اتنے روپیہ سے بہت بڑی جنگجو فوج تیار کی جاسکتی ہے۔" بوڑھے وزیر نے کہا "جانِ پدر جو فوج تم تیار کرنی چاہتے ہو اس کے تیر اور گولیاں صرف چند قدم اور صرف چند گز تک جاسکتی ہیں مگر جو فوج (علماء) میں تیار کرتا ہوں ان کے تیر اور ان کی گولیاں (دعائیں اور دینی خدمات) آسمان کو چیر کر پایۂ عرش سے ٹکراتی ہیں۔" خداوندا ہماری بھی دعائیں اور خدمات ایسی ہی ثابت ہوں۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔ (المرقوم مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۴۲ء)

خانہ آبادی

عالیجناب شیخ حاجی عبدالوہاب صاحب مہتمم دارالحدیث رحمانیہ دہلی کے بھتیجے میاں نور احمد سلمہ کی شادی خانہ آبادی مورخہ ۲۰ صفر ۱۳۶۱ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۴۲ء کو شان و شوکت کے ساتھ انجام پذیر ہوئی۔ اس خوشی میں دولھے کے والد جناب ایچ فضل الرحمٰن صاحب نے دس ہزار روپئے غریبوں میں تقسیم کئے۔ ہم متعلقین مدرسہ کی طرف سے دولھے اور ان کے جمیع متعلقین کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ شادی طرفین کیلئے باعث برکت و رحمت ثابت کرے۔ آمین ثم آمین۔